بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

086: باب 45- شہنشاہ، قاضی القضاۃ اور اس قسم کے القاب کی شرعی حیثیت۔

[(بخاری:6206)،(مسلم:2143)]

اگلا باب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باندھا ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں "باب التسمي بقاضي القضاة ونحوه"۔

اس باب میں بھی شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لفظ کے متعلق نشاندہی کی ہے کہ یہ لفظ جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا باعث بنتا ہے اللہ تعالیٰ کو ایسے لفظ ناپسند ہیں تو ان لفظوں سے احتراز کرنا چاہیے بچنا چاہیے، دوری اختیار کرنی چاہیے کیونکہ ان لفظوں سے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچتی ہے ان لفظوں سے توحید کی نفی ہوتی ہے، توحید پر ضرب لگتی ہے اور یہ لفظ ہے "التسمي بقاضي القضاة" شہنشاہ یا قاضیوں کا قاضی یا سب سے بڑا قاضی اس قسم کے الفاظ کی شرعی حیثیت کیا ہے یہ باب باندھا ہے شیخ صاحب نے۔ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفي الصحيح" (اور صحیح میں (یعنی صحیح بخاری میں))۔ یاد رکھیں کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ یہ بات کہ "في الصحيح" جب یہ ذکر آئے، کتاب التوحید میں تب یہ جان لیں کہ صحیح بخاری ہے۔ "وفي الصحيح عن أبي هريرة رضي الله عنه" (سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں) "عن النبي صلى الله عليه وسلم" (پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)

"إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ لَا مَالِكَ إِلَّا اللّٰهُ". قَالَ سُفْيَانُ مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ. وفي رواية: أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ"۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "إِنَّ أَخْنَعَ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ" (بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین اور گھٹیا نام اور ناپسند نام یہ ہے) "رَجُلٌ" (کہ کوئی شخص) "تَسَمَّى" (اپنا نام رکھے) "مَلِكَ الْأَمْلَاكِ" (بادشاہوں کا بادشاہ) "لَا مَالِكَ إِلَّا اللّٰهُ" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مالک حقیقی کوئی بادشاہ نہیں) "قَالَ سُفْيَانُ" (امام سفیان الثوری فرماتے ہیں (معروف اور مشہور محدث رحمۃ اللہ علیہ مثال بیان کر رہے ہیں)) "مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ" (جیسا کہ

شہنشاہ کہنا)""وفي رواية"(اور دوسری روایت میں)""أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَخْبَثُهُ"(کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے غصے اور ناراضگی اور غضب کا مستحق اور سب سے بڑا خبیث شخص وہ ہوگا جو اپنے آپ کو شہنشاہ یا بادشاہوں کا بادشاہ کہلوائے گا)۔

اس حدیث مبارکہ میں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر بیان کرتے ہیں کہ بعض ایسے الفاظ ہیں جن کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہوتی ہے اور یہ الفاظ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے لائق ہیں کسی اور مخلوق کے لیے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ تعالیٰ کی شان بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات عظیم ہے، اللہ تعالیٰ کے نام اسماء الحسنیٰ ہیں سب سے اچھے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات صفات الکمال ہیں کوئی مخلوق ان صفات پر فائز نہیں ہو سکتی، کوئی مخلوق بھی نہیں کیونکہ انسان کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے نقص سے کامل ہے۔

دیکھیں انسان کہ اگر بھوک نہ لگے انسان کو تو بھوک لگنا نقص ہے لیکن انسان میں کمال ہے اگر بھوک نہیں لگتی تو ڈاکٹر کی طرف بھاگ کر جاتا ہے کہتا ہے مجھے بھوک نہیں لگتی دوائی دیں مجھے۔ کہتے ہیں کہ نہیں؟ قضائے حاجت گندی پھیلانا انسان کی زندگی کا حصہ ہے اگر ہوا پیٹ میں حبس ہو جائے یا پیشاب کا حبس ہو جائے رُک جائے تو انسان کی حالت کیسے بگڑ جاتی ہے! تو یہ گندگی کا نکلنا بھی انسان کے جسم کے اندر سے انسان کے کمال میں شمار ہے اگرچہ وہ نقص ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے صفات الکمال ہیں اللہ تعالیٰ ہر طریقے سے ہر طرح سے کامل ہے نقص کی صفات سے پاک ہے۔ تو یہ ضعیف اور ناقص مخلوق کس طریقے سے وہ اندازہ لگا سکتی ہے کہ اپنے لیے بعض ایسے الفاظ استعمال کرے جو اسے ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ کے برابر کردے؟! نہیں ہو سکتا یہ۔

تو اس لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نشاندہی کرتے ہوئے یہ ہمیں خبر دیتے ہیں کہ بعض ایسے نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہیں، گھٹیا ہیں بدکار ہیں بعض نام اور ان ناموں کو اپنانا بھی جو لوگ اپناتے ہیں وہ گھٹیا ہیں بدکار لوگ ہیں نہیں اپنانا چاہیے اور اُن ناموں میں سے نام ہے بادشاہوں کا بادشاہ۔

دیکھیں بادشاہ تو بہت ہیں دنیا میں، بادشاہوں میں بادشاہ کہلوانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔""مَلِكٌ"(بادشاہ) یعنی جو بعض چیزوں کا مالک ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ملک عطا فرمایا ہے وہ اپنا فیصلہ جاری کرتا ہے اس کے فیصلے کی تعمیل ہوتی ہے وہ اس ملک کا مالک ہے بادشاہ ہے لیکن وہ اس کا ملک جو ہے یہ ملک ناقص ہے کامل نہیں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ اس کا ہر فیصلہ مانا نہیں جاتا وہ جو فیصلہ صادر کرتا ہے اس کا دل دھڑکتا ہے کہ ہو سکتا ہے مانا جائے یا نہیں مانا جائے۔ وہ اپنی بیوی سے مجبور ہے، اپنے دوستوں سے مجبور ہے بعض لوگ اس کے فیصلوں کو روک دیتے ہیں سفارش کر کے جو وہ چاہتا ہے سب نہیں کر سکتا۔ اُس کا ملک ناقص ہے وہ

اپنے ملک میں ظلم نہیں کر سکتا، جو چاہے اپنی من مانی نہیں کر سکتا، وہ انصاف سے کام تو لے سکتا ہے لیکن ظلم سے کام نہیں لے سکتا تو اس کا ملک ناقص ہے اپنی من مانی نہیں کر سکتا ہر کام میں۔ ہاں، ظلم کرے گا تو اس کی پکڑ ہے انصاف کرے گا تو اس کے لیے اجر و ثواب ہے جنت ہے تو حقیقتاً وہ ہر چیز کا مالک نہیں ہے تو جب وہ ہر چیز کا مالک نہیں ہے تو اس کے لیے ٹائیٹل بھی بادشاہ ہی ہونا چاہیے یعنی محدود بادشاہت، محدود ملکیت۔

میرے بھائی، میں اپنے گھر کا بادشاہ ہوں میں اپنے گھر کا مالک ہوں لیکن میں اپنے گھر میں اپنی مرضی سو فیصد نہیں کر سکتا ہوں، میں اپنے بچوں کو مار پیٹ نہیں سکتا ہوں بغیر وجہ کے، میں اپنے مال کو جس مال کا میں مالک ہوں حرام میں نہیں استعمال کر سکتا، یہ جان میری جو اندر جاری ہے میں اس کا مالک ہوں لیکن میں اس کو لے نہیں سکتا خود کشی نہیں کر سکتا حرام ہے۔ تو میرا ملک حقیقتاً ناقص ہے اور اس ناقص مخلوق کو اس انسان کی طرف یہ لقب اس کو دینا یا اس نسبت سے اسے موصوف کرنا کہ بادشاہوں کا بادشاہ!

بعض لوگ غلو کرتے ہیں اور بادشاہ وقت کو کہتے ہیں کہ "آپ بادشاہوں کے بادشاہ ہیں دنیا میں جتنے بادشاہ ہیں آپ سب سے بڑے ہیں"۔ بھئی کیسے بڑے ہیں کیا یہ کھانے پینے کے محتاج نہیں؟ کیا یہ قضائے حاجت کے محتاج نہیں؟ کیا اس کا ہر فیصلہ جاری ہوتا ہے یا بعض فیصلے جاری نہیں ہوتے؟ کیا اس کو ڈر نہیں کہ اس کا ملک چلا نہ جائے؟ تو یہ ساری چیزوں کے ہوتے ہوئے بادشاہوں کا بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے؟!

ایک ہی ذات ہے جو بادشاہوں کی بادشاہ ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور یہ حق اللہ تعالیٰ کا ہے کسی اور کو یہ حق دینا شرک ہے جائز نہیں ہے یہ شرک فی الالفاظ ہے بعض اوقات لفظوں میں بھی شرک ہوتا ہے اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

امام سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمیں اس حدیث کو مزید کو وضاحت کرتے ہوئے دیکھیں سلف حدیث کو پڑھتے ہیں سمجھتے ہیں، اتباع التابعین نے تابعین سے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ تو یہ چین ہے کہ حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے صحابہ کرام نے براہ راست سمجھا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سمجھا ہے اور اتباع التابعین نے تابعین سے سمجھا ہے اور ان کے اتباع نے اُن کے اپنے استادوں سے سمجھا ہے تو یہ ایک چین ہے۔

تو امام سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث ہمیں اس حدیث کی ایک مثال بیان کر رہے ہیں اور مثال سے بات آسان ہو جاتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ملک الاملاک شاید عام لوگ نہ کہتے ہوں لیکن بعض لوگ شہنشاہ تو کہتے ہیں۔ شہنشاہ کا لفظ جو ہے وہ عربی لفظ

نہیں ہے شہنشاہ کا لفظ فارسی لفظ ہے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ، مالکوں کا مالک، بڑوں کا سب سے بڑا بادشاہوں کا بادشاہ، تو یہ لفظ کہنا جو ہے وہ فرماتے ہیں درست نہیں ہے جائز نہیں ہے۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں :

1۔ بادشاہوں کا بادشاہ یا شہنشاہ یا اس جیسے دوسرے نام رکھنے کا حکم کیا ہے؟ حرام ہے جائز نہیں ہے۔

2۔ ایسے الفاظوں کا استعمال کرنا واجب ہے فرض ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہ ہوتی ہو بلکہ وہ ادب کا باعث بنیں ،ادب والے الفاظ استعمال کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے واجب ہیں۔

3۔ سارے گناہ ایک قسم کے نہیں ہوتے ان گناہوں کا تفاوت ہوتا ہے اور ان کی سزا بھی متفاوت اور مختلف ہے (مختلف گناہ ہیں گناہ کی سزا اُس گناہ کے مطابق ہوتی ہے اور سارے گناہ برابر نہیں ہوتے)۔

میں اس کی مثال دیتا ہوں مثال سے بات آسان ہو جاتی ہے کہ زنا کرنا حرام ہے اُس کی ایک سزا مقرر ہے شریعت میں اور پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا اُس سے بڑھ کر گناہ ہے (اُس سے بڑھ کر گناہ ہے برابر گناہ نہیں ہے دونوں کا) اور اپنی محرم بیٹی سے یا بہن سے یا ماں سے نعوذ باللہ زنا کرنا اُس سے بڑھ کر گناہ ہے اور سود اِس سے بڑھ کر گناہ ہے کہ کوئی شخص نعوذ باللہ اپنی ماں سے زنا کرے۔ تو زنا کو دیکھیں آپ کہ زنا کا عمل ایک ہے بدکاری ایک ہے لیکن اس کا گناہ اور اس کی سزا مختلف ہے۔

اسی طریقے سے جو الفاظ ہم استعمال کرتے ہیں کہ اب زمانے کو گالی دینا گالی ہے اس کا ایک گناہ ہے، اسی طریقے سے کسی شخص کی طرف اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت یا کوئی نسبت منسوب کرنا یہ اُس سے بڑھ کر گناہ ہے۔ یعنی یہ کہنا کہ فلاں شخص شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے یہ جائز نہیں حرام ہے کیونکہ شہنشاہوں کا شہنشاہ صرف ایک ہی ذات ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ اور یہ صفت آپ کسی اور کو دیتے ہیں تو اُس کا گناہ بڑھ جاتا ہے۔

یعنی مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منع فرمایا ہے کہ اُف نہ کہیں والدین کو۔ اُف تک نہیں کہنا تو والدین کو مارنا اُس سے بڑھ کر گناہ ہے۔

اسی طریقے سے دوسرا قاعدہ ہے کہ جزا اور ثواب بھی جگہ اور وقت کے اعتبار سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ یعنی مثال کے طور پر مکہ میں آپ ایک نماز پڑھتے ہیں ایک لاکھ کے برابر کی نماز ہے وہی نماز آپ مکہ کے علاوہ باہر کہیں پڑھتے ہیں تو وہ ایک کے برابر ہے، ایک لاکھ کا ثواب جگہ کے اعتبار سے ہے۔

انسان دعا کرتا ہے سجدے میں دعا کرتا ہے دونوں برابر نہیں ہیں، انسان مسجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور باہر ذکر کرتا ہے دونوں برابر نہیں ہیں۔

تو جگہ کے اعتبار سے زمانے کے اعتبار سے جیسا کہ گناہوں میں فرق ہوتا ہے ویسے عمل صالح میں بھی فرق ہوتا ہے۔

4۔چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ''الجزاء من جنس العمل'' (جیسا کروگے ویسا بھروگے)۔ جن لوگوں نے پسند کیا ہے کہ اُن کو شہنشاہ کہا جائے بادشاہوں کا بادشاہ کہا جائے قیامت کے دن وہ کیا ہوں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے؟ سب سے بدترین لوگ ہوں گے، سب سے گھٹیا لوگ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب الیم کا مزا چکھائے گا۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (086.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio